مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۸)

شیعہ۔ ابوبکر و عمر نے جناب سیدہ کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا اس سے ظاہر ہے کہ رسول صلعم کی صاحبزادی کی محبت و حرمت ان کے دل میں کہاں تک تھی۔

احمدی۔ ملا باقر مجلسی وغیرہ کی کتابوں سے صاف ثابت ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ کی بیوی اسمار بنت عمیس نے جناب سیدہ علیہا السلام کی مرض الموت میں کہاں تک تیمارداری کی اور آپ کی حرمت اور ستر کا خیال کر کے بعد وفات کے ملک حبش کی رسم کے مطابق آپکو نعش بنا کے دکھلا بھی دی اور جناب سیدہ نے اسکو پسند فرمایا اور اپنے واسطے اسی طرح نعش بنوانے کی وصیت فرمائی۔ اگر ابوبکر صدیق رضؓ کو جناب سیدہ کی حرمت و تکریم کا پاس نہ ہوتا جیسے کہ شیعوں کا خیال ہے۔ تو وہ خلیفہ وقت ہو کر اپنی بیوی کو ان کی خدمت اور تیمارداری کے لئے کیوں بھیجنا گوارا کرتے اور اگر بھیجنا محض دکھلانے اور اشک شوئی کے طور پر تھا تو جناب سیدہ نے محض ان اسمار بنت عمیس کو ہی بمقابلہ دوسری عورتوں کے اپنی تیمارداری کے لئے کیوں پسند اور منتخب فرمالیا۔

رہی جنازہ کی بات سو اسکے متعلق بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ معذور تھے کیونکہ ان کو اطلاع ہی نہیں دی گئی اور جب انکو خبر ہوئی تو لکھا ہے کہ بعد دفن جناب سیدہ کے وہ جناب علیؑ کی خدمت میں آئے اور شکایت کی کہ کیوں انکو اطلاع نہیں دی گئی اس پر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مینے اسواسطے جنازہ پر نہیں بلایا تھا کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارے ستر کو تیرے سوا جو کوئی بھی دیکھ پائیگا۔ اسکی بصارت جاتی رہے گی اسواسطے مینے نہ چاہا کہ تم کو تکلیف دوں اصل روایت یہ ہے۔

عن الحارث بن المغيرة عن ابي عبد اللهؑ قال جاء ابو بكر و عمر الى امير المؤمنين حين دفن فاطمة عليها السلام في حديث طويل قال لهما فيه اما ما ذكرتما اني لم اشهد كما امر رسول اللهؐ فانه قال لا يرى عورتي احد غيرك

لا اذهب بصره فلم اكن لا ذيكما به لذلك (دیکھو کتاب خصال محقق ابن بابویہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۷۷ باب فی ان رسول اللہ علّم علیًا الف حرف کل حرف یفتح الف حرف)

شیعہ۔ فدک چھین لینے کے بعد بھی کبھی ابوبکرؓ کا جناب سیدہ کے پاس عذرخواہی یا بیمار پرسی کے لئے آنا مذکور ہے۔

احمدی۔ فدک کی عذرخواہی کے متعلق مورخ دیار بکری لکھتے ہیں وعن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم غضبت على ابی بكر فخرج ابوبكر حتى قام على بابها فی یوم حار ثم قال لا ابرح عن مكانی حتى ترضى عنی بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخل عليها فاقسم عليها لترضى فرضيت اخرجه السمان فی الموافقة (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ مصر باب ذکر میراثه وتركه وحكمه فيها۔

یعنی اوزاعی سے مروی ہے کہ ہمکو روایت پہنچی ہے کہ جناب سیدہ ابوبکر پر ناراض ہوئی تھیں اسپر ابوبکر نکلے اور سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے جبکہ دھوپ خوب پڑ رہی تھی اور کہا کہ میں اسجگہ سے ہرگز نہ ہلونگا جبتک رسول مقبول کی صاحبزادی مجھ سے راضی نہ ہو جائے پھر اندر حاضر ہوئے اور انکو قسم دی کہ راضی ہو جائیں اور پھر وہ راضی ہوگئیں۔

اسی طرح بیمار پرسی کے متعلق بھی مورخ موصوف بحوالہ بیہقی شعبی سے روایت لکھی ہے وروی البیہقی عن الشعبی ان ابا بكر عاد فاطمة فی مرضها فقال لها علیؓ هذا ابو بكر يستاذن قالت اتحب ان اذن له قال نعم فاذنت له فدخل عليها فترضاها حتى رضيت (خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۳) یعنی شعبی سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب سیدہ کی عیادت کی جناب علی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ ابوبکر آئے ہیں اجازت حاضر ہونے کی مانگتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کیا آپکو پسند خاطر ہے کہ انکو اجازت دیدوں جناب علی علیہ السلام نے کہا کہ ہاں پس سیدہ نے اجازت دیدی اور ابوبکر اندر آئے اور آپکو رضامندی کے لئے عرض کرتے رہے یہانتک کہ آپ راضی ہوگئیں۔

شیعہ۔ اصحاب ثلاثہ کے دفن وکفن میں جناب علی علیہ السلام کا موجود ہونا بھی کہیں آیا ہے یا نہ خصوصًا عثمان کی نسبت ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ انکا جنازہ تو کسی مسلمان

نے نہیں پڑھا تھا۔ انکی لاش تین دن بے کفن و بے دفن، یہود دیوں کے گورستان میں پڑی رہی۔

احمدی ایسے نکمے اعتراض شیعہ صاحبان اکثر کیا کرتے ہیں مگر ان کا بودا پن ظاہر ہے بھئی۔ اس مشکل کے حل کرنے کے لئے کہ آیا فلاں فلاں دو شخصوں میں باہم اتفاق و وفاق تھا یا شقاق و نفاق۔ خود ان کی زندگی کے حالات اور واقعات پر غور کرنا کافی ہو سکتا ہے نہ کہ بعد الموت ایک شخص کے شامل جنازہ ہونے یا نہ ہونے سے خاصکر جبکہ وہ دونوں شخص ایک ہی شہر کے باشندے ایک جماعت کے ممبر ایک نبی کی صحبت میں ۲۰-۲۳ برس تک استفاضہ کرنیوالے ہم قوم۔ ہم رشتہ۔ ہمسایہ رات دن کی نمازوں میں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنے والے۔ سفر و حضر صلح و جنگ میں ایک دوسرے کو دیکھنے والے ہوں کیا ان کا اخلاص یا ریا ان مختلف مراحل زندگی کو طے کر لینے کے بعد بھی ایک دانا و بینا مومن پر مشتبہ رہ سکتا ہے اور اسکی تکمیل کے لئے جنازہ کی حضوری بھی لازمی و ناگزیر ہوتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں لیکن تھوڑی دیر کے لئے میں آپکے اس معیار ایمانی کو بھی تسلیم کر لیتا ہوں اور جواب عرض کرتا ہوں سنیئے!

اوّل۔ ابوبکر صدیق کی تجہیز و تکفین میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت کا ثبوت فاضل مورخ دیار بکری ابوبکر کے دفن کے ضمن میں لکھتا ہے ونزل فی قبرہ عثمان و علی و عبد الرحمٰن بن عوف والزبیر وسعد بن ابی وقاص۔ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۷۹۔ یعنے انکی قبر میں اترے عثمان و علی و عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین

دوم۔ حضرت عمر فاروق کی تجہیز و تکفین میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت فاضل ابن اثیر مورخ فرماتے ہیں وصلی علیہ صہیب رضؓ وحمل الی بیت عائشۃ ودفن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر ونزل فی قبرہ عثمان وعلی والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد وعبد اللہ بن عمر۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲ ذکر الخبر عن مقتل عمر رضی اللہ عنہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

سوم۔ حضرت عثمان رضؓ کے نماز جنازہ میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت۔

وقیل شہد جنازۃ علی وطلحہ وزید بن ثابت وکعب بن مالک الخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۶ ۔ وصلّٰی علیہ جبیر بن مطعم وحکیم بن حزام وابو جہم بن حذیفہ × × فصلّٰی علیہ جبیر بن مطعم ۔ وقیل حکیم ابن حزام ۔ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۶ ۔ اب فرمایئے جن بزرگوں کے نام ان روایات میں مندرج ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان کا جنازہ پڑھا تھا ۔ آپ کے نزدیک انمیں کوئی مسلمان ہے یا کہ یہ غیر مسلم لوگوں کے نام ہیں ۔ اور دوسروں کو جانے دیجئے جناب علی علیہ السلام اور حسن کے اسمائے گرامی بھی آگئے ہیں کیا یہ بھی مسلمان تھے یا نہ ؟ پھر آپکو معلوم ہوگا کہ خود جناب علی علیہ السلام کا جنازہ کتنے مسلمانوں نے پڑھا تھا معلوم نہ ہو تو میں عرض کروں ۔ مسعودی کہتا ہے وکان الذی صلی علیہ الحسن ابنہ وکبّر علیہ سبعًا ۔ جلد ۲ صفحہ ۳۱ ۔ یعنے اگر کسی نے جناب علی پر نماز پڑھی تو وہ آپ کے صاحبزادے امام حسن علیہ السلام ہی تھے ۔ اور سات دفعہ تکبیریں کہیں ۔

پھر بے کفن و بے دفن پڑے رہنے کا اعتراض بھی بیہودہ سا ہے ابن اثیر لکھتے ہیں قیل بقی عثمان ثلاثۃ ایام لا یدفن (جلد ۳ صفحہ ۷۶) یعنے تین دن حضرت عثمان بے دفن رہے انمیں ان کا کیا قصور ہے اور اگر تین دن تک بے گور و کفن رہنا گنہگار ہونے پر دال ہے تو شہدائے کربلا کی نسبت کیا فتوی دیجئے گا جنکی لاشیں بقول آپ لوگوں کے چالیس دن تک خاک و دھول میں آلودہ پڑی رہیں ۔ فما ہو جوابکم وہو جوابنا

پھر یہ جو کہا کہ یہودیوں کے گورستان میں لاش پڑی رہی یہ بھی ثبوت طلب ہے ۔ مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں دفن فی حش کوکب یعنے عثمان رض حش کوکب میں دفن ہوئے اب یہ دریافت طلب ہے کہ حش کوکب کیا چیز ہے اور کونسی جگہ ہے ۔ سو اسکے متعلق وہی مورخ لکھتے ہیں فاتوا بہ حائطًا من حیطان المدینۃ یسمّی حش کوکب ۔ یعنے جنازہ اٹھانے والے انکی میت کو لے آئے ایک باغ میں جو مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ ہی پھر وہی مؤرخ لکھتے ہیں وقیل انما دفن بالبقیع مما یلی حش کوکب یعنے کہتے ہیں کہ انکو جنت البقیع میں دفن کیا گیا جو کہ حش کوکب سے متصل ہی دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جز ۳ صفحہ ۷۶

شیعہ ۔ کیا جنگ احد و حنین میں ابوبکر و عمر رسول صلعم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ اور

اسطرح خیبر میں بھی بھاگ گئے تھے کسی معتبر تاریخ سے اسکا ثبوت ملنا چاہئے مثلاً طبری سے

احمدی - اس سوال کا جواب غالباً کسی نمبر میں پیشتر شائع ہو چکا ہے مگر چونکہ آپنے تاریخ طبری سے بھی اسکے متعلق تسلی چاہی ہے اسواسطے میں طبری سے بھی انشاء اللہ ثابت کر دیتا ہوں۔

جنگ اُحد کے متعلق

(۱) فاضل مؤرخ لکھتے ہیں کہ جب ایک جماعت لشکر اسلام میں بھاگ پڑی اور یہ افواہ کفار کی طرف سے اڑائی گئی۔ کہ رسول صلعم قتل ہو گئے اس سراسیمگی اور افراتفری کے بعد سب سے پہلے جس شخص نے رسول صلعم کو پہچانا وہ کعب بن مالکؓ تھے اور انہوں نے اس طرح شناخت کیا کہ خود کے نیچے آنحضرت صلعم کی چشمہائے نورانی جگمگا رہی تھیں وہ روایت کرتے ہیں کہ میں دیکھتے ہی بڑے زور سے چلّایا یا معشر المسلمین ابشروا ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صفحہ ۱۴۰۶) یعنے اے مسلمانو! مبارک ہو کہ یہ ہیں رسول صلعم۔ اسپر آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا کہ چپکے رہو پس جب مسلمانوں نے رسول صلعم کو پہچان لیا تو آپ کے ہمرکاب ہو گئے۔

ونھض نحو الشعب معہ علی بن ابیطالب و ابوبکر بن ابی قحافۃ و عمر بن الخطاب وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن الصمۃ فی رھط من المسلمین

(طبری جلد ۳ مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۴۰۷)

یعنے پھر آنحضرت صلعم (پہاڑ کی) غار کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ علی بن ابیطالب ابوبکر۔ عمر۔ طلحہ۔ زبیر اور حارث تھے۔

(۲) جب غار میں آپ پناہ گزین تھے تو کچھ کفار پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دیکھے گئے اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدایا یہ لوگ ہم سے اوپر نہ ہو جائیں فقاتل عمر بن الخطاب ورھط معہ من المھاجرین حتّی اھبطوھم عن الجبل ونھض رسول اللہ صلعم الی صخرۃ من الجبل لیعلوھا صفحہ ۱۴۱۱

یعنی پس عمر بن خطاب اور ایک جماعت مہاجرین نے اُن کفار سے مقابلہ ومقاتلہ کیا یہاں تک کہ انکو پہاڑ کے نیچے کر دیا اور اسکے بعد رسول صلعم پہاڑ کی چٹان

پر تشریف لے گئے تاکہ اوپر ہو جائیں۔

جب آنحضرت صلعم اپنے جان نثار صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی غار میں پناہ گزین تھے اسی وقت ابوسفیان اور عمر رضی اللہ کے درمیان سوال وجواب ہوئے ہیں جنکا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے مورخ مذکور لکھتا ہے لما اجاب عمر ابوسفیان قال له ابوسفیان ھلم یا عمر فقال له رسول اللہ صلعم ائتیه فانظر ما شانه فجاءه فقال له ابوسفیان انشد اللہ یا عمر قتلنا محمداً فقال عمر اللھم لا وانه یسمع کلامک الآن ص ۱۴۱۷ وص ۱۴۱۸

یعنی جب عمر رضہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اسنے کہا اِدھر آ عمر اس پر رسول صلعم نے فرمایا کہ چلے جاؤ دیکھو تو سہی اسکا کیا حال چال ہے۔ جب عمر رضہ اسکے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا قسم ہے خدا کی عمر کہ ہمنے محمد صلعم کو قتل کر دیا تو حضرت عمر نے فرمایا خدا نہ کرے وہ تو تمہاری اس بات چیت کو سن رہے ہیں۔

(۴) فاضل مورخ نے فراریانِ احد کے جہاں نام لکھے ہیں وہاں ابوبکر وعمر کا نام نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ وفر عثمان بن عفان وعقبه بن عثمان وسعد بن عثمان رجلان من الانصار حتی (ص ۱۴۱۱) لجلعب جبلاً بناصیة المدینة الخ (ص ۱۴۱۲) یعنی بھاگے حضرت عثمان بن عفان اور دو شخص انصاری جنکے نام عقبہ اور سعد تھے یہانتک کہ وہ مدینہ کے پاس جلعب نام پہاڑ تک آ گئے۔

اثبات ۔ ثبات شیخین در غزوہ حنین :۔

فاضل مورخ لکھتے ہیں کہ لوگ بھاگ گئے اور رسول صلعم کی خدمت میں کچھ مہاجر اور انصار اور آپ کے اہلبیت کرام میں سے رہ گئے ومن ثبت معه من المھاجرین ابوبکر وعمر ومن اھلبیته علی بن ابیطالب والعباس بن عبد المطلب وابنه الفضل الخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۶۶۱ واقعات سنہ ۸ھ

یعنی اور مہاجرین میں سے جو لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے اور اہلبیت کرام میں سے جناب علی علیہ السلام وعباس رضی اللہ اور انکے صاحبزادے وغیرہم رہ گئے تھے۔

تردید فرار شیخین بروز خیبر

جنگ خیبر کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ اسمیں یہودیوں کے کئی ایک قلعے تھے جنکو رفتہ رفتہ لشکر اسلام نے فتح کرنا جناب علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مقدر تھا خیبر کے ان موقعوں پر جناب شیخین کو فرار سے متہم کرنا محض بہتان ہے بلکہ بجائے فرار کے ابوبکر و عمر دونوں کی نسبت ثابت ہے۔ کہ کمال جانفشانی سے یہود کے لشکر کا مقابلہ کیا یہ دوسری بات ہے کہ آخری فتح ان کے ہاتھ پر نہ ہوئی اور جناب علی علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوئی لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ خیبر سے بھاگ گئے تھے۔

دیکھیے ناصبی مورخ لکھتے ہیں فلما نزل رسول اللہ صلعم خیبر اخذتہ الشقیقۃ فلم یخرج الی الناس وان ابابکر اخذ رایۃ رسول اللہ صلعم ثم نھض فقاتل قتالاً شدیداً ثم رجع فاخذھا عمر فقاتل قتالاً شدیداً ھو اشد من القتال الاول ثم رجع فاخبر بذلک رسول اللہ صلعم فقال اما واللہ لاعطینھا غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یاخذھا عنوۃ صفحہ ۱۵۸

یعنی جب آنحضرت صلعم خیبر میں نازل ہوئے تو آپ کو درد شقیقہ شروع ہوگیا اور آپ اپنے ہمراہیوں کے پاس تشریف نہ لاسکے اور ابوبکر رض نے رسول صلعم کا علم لیا اور لڑائی کو نکل کھڑے ہوئے اور سخت مقابلہ کیا پھر واپس آئے تو عمر رض نے علم کو لے لیا اور پہلے مقابلہ سے بڑھ کر جدال و قتال شدید کیا پھر واپس آئے اور اسکی اطلاع رسول صلعم کو دی گئی تو آپنے فرمایا۔ کہ قسم ہے خدا کی کل میں اسکو ایسے شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہیں اور وہ غالب رہیگا۔ دیکھیے دونوں حضرات کا خیبر کے دن قتال شدید کرنا ثابت ہے پھر خدا جانے شیعوں نے ان کا فرار کہاں سے نکال لیا۔ (خادم حسین)